OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

خنثی: تعارف اور شرعی احکام کا مطالعہ

Eunuchs: Introduction and a Study of *Sharī'ah* Rules

Syeda Shumaila Rubab Rizvi
Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur
Ms. Zainab Zafar
Visiting Lecturer Department of Islamic studies, University of Education Lahore, Multan Campus
Aftab Khatoon
Lecturer in Islamic History (Govt. Girls College Gambat Sindh), M Phil Shah Abdul Latif University Khairpur

Abstract

As Allah Almighty guides us in the Quran, "Allah created every animal from water. Some of them move on their bellies, some walk on two legs, and some walk on four. Allah creates whatever He wills." In the same sequence of synthesis, a medical and cultural reality manifests itself, indicating that apart from the two distinct categories of human beings, there is another category that appears to be a complete human but is considered an imperfect man or woman. Instead, it is a human who falls somewhere between the two categories and is known by various names such as Khusras, Eunuchs, Hijras, Ladyboys, Gays, and the Third Gender. They are the creation of nature's dream of achieving human dignity throughout their lives, but they face severe identity crises. They are seen with hatred and ridicule by society and are a much-maligned class. Even in the present era, society has marginalized them, calling them a nation and a creation and excluding them from society, making them perpetrators of obscenity and immorality. In the present era, the world is leaning

CC BY

towards a city-state. The voice is being raised with regard to human rights. Many aspects of Islamic society are being awakened. It is being felt that in view of today's demands, a thorough review of the rights and obligations of humans as well as the rights and obligations of eunuchs should be carried out in the light of Islamic teachings so that Islamic society can be reformed and eunuchs can also become useful individuals in society's welfare and prosperity.

Key words: Creation, Shariah rules, inheritance, defects, sexuality

تمہید

خلقی اوصاف کی بناء پر ناکامل مرد اور عورت جو پیدائشی طور پر ہی ایسے کامل اوصاف سے محروم ہو۔ نہ تو وہ الگ قوم ہیں نہ مخلوق یہ بھی اشرف المخلوقات ہیں وہی عزت و تکریم کے حقدار ہیں جو دوسرے عام انسان کا حق ہے۔ یہ انکی تخلیق کا وہ نقص ہے جو پروردگار عالم نے ان میں ایسے ہی رکھا ہے جیسے کہ ہم بعض انسانوں کو خلقی اعتبار سے بعض دوسرے اعضاء سے پیدائشی طور پر معذور سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے آزمائش کے اصول پر رکھیں ہیں کہ کسی بھی اعتبار سے معذور پیدا کیے گئے ہیں۔ دوسرے انسانوں کو یہاں شکر گزاری بجالانی چاہیئے کہ یہ انکا امتحان ہے۔ اتنی بڑی تعداد کی صورت میں خنثیٰ ہمارے معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر میڈیا مختلف ڈرامے پیش کر رہا ہے لوگ اپنی خوشی کی محفلوں میں ان کو تفریح کے لئے بلاتے ہیں یا خود پہنچ جاتے ہیں۔ کوئی ان پر ہنستا ہے تو کوئی ان سے لطف اٹھاتا ہے تو کوئی ان پر ترس کھاتا ہے۔ ایک ایسی مخلوق جسے انسانی معاشرہ کوئی مقام دینے کو تیار نہیں ہے۔ افسوس ہمارے معاشرے میں ان کا جائز حق نہیں ملتا جو کہ اسلامی تعلیمات کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارہ معاشرہ جو ایک اسلامی و مہذب معاشرہ کہلانا پسند فرماتا ہے اس معاشرے میں بھی ان بیچاروں کے لئے غلط تاثر کیوں پایا جاتا ہے۔ ان کو وہ عزت و احترام نہیں ملتا جو کہ دوسرے عام انسانوں کو دیا جاتا ہے۔ یہاں بلخصوص خنثیٰ کو دوسرے درجے کا انسان سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام نے قدرتی طور پر باقاعدہ ایسے پیدا ہونے والے بچے کے لیے میراث کے ساتھ ساتھ دوسرے بنیادی حقوق کا بھی تحفظ دیا ہے۔ جو دوسرے ذی روح کو حاصل ہیں۔ اس معاملے میں سب سے پہلے والدین کو یہ شعور دینا چاہیے کہ اگر قدرتی طور پر آپ کے گھر ایسا بچہ پیدا ہو تو اس کی واحد کمزوری یہ ہو گی کہ وہ صرف شادی کے افعال کی انجام دہی سے معذور ہے۔ والدین پر اس اولاد کا وہی فرض ہے جو دوسری اولاد کا ہے بلکہ جنسی لحاظ سے معذور ہونے کے ناطے زیادہ اور حساس فرض ہے کہ اسطرح کے بچے کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔ دوسری بڑی اہم ذمہ داری حکومت پر آتی ہے جو ان کو انکی صنفی شناخت کی بناء پر ان پر روزگار کے دروازے بند کر دیتی ہے۔ اس سلسلے میں قانون موجود ہے لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں کرتا کہ ان کو زندگی کے میدان میں کسی قسم کے امتیاز کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اگرچہ وہ پیدائشی طور پر ایک نقص لیکر پیدا ہوتے ہیں لیکن انہیں وہ تمام حقوق دلوائے جائیں جو اسلام اور اسلامی ریاست نے انہیں عطا کیے ہیں۔ لیکن شناخت کی بناء پر ان کو معاشرے سے الگ کر کے تنہا زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہی معاشرہ انہیں گناہوں اور جرموں کی طرف راغب کرتا ہے۔ جس طرح ہمارے مرد و زن ہونے میں نہ کوئی قصور ہے نہ ہی کوئی عمل دخل بلکل اس طرح ان کے خنثیٰ ہونے میں بھی ان کا نہ کوئی عمل دخل ہے اور نہ کوئی قصور۔ اسی لیے ایک اسلامی ریاست

اور معاشرے کی اولین ذمہ داری میں آتا ہے کہ خنثی کے حقوق اور ان کی بنیادی ضروریات کو ترجیح دی جائے۔ عزت و تکریم میں انہیں باقی ذی روح کی بانسبت پس پشت نہ ڈالا جائے۔

خنثی کی لغوی معنی

"الخنثى على وزن فعلى بلضم من التخنث وهو اللين والتكسير ومنه المخنث وتخنث في كلامه وسمى خنثى لا نه يتكسر و ينقص حاله عن حال الرجال وجمعه خناثى"۔ الخنثیٰ (خاء کے ضمہ کے ساتھ) فعلی کے وزن پر ہے اور التخنث (باب تفعل) سے نکلا ہے نرمی اور ڈھیلا ہونے کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اور اسی سے التخنث آیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تخنث فی کلامہ (اس نے اپنے کلام میں لچکداری ظاہر کی)۔ اور خنثیٰ کو خنثیٰ بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ڈھیلا ہوتا ہے اور اس کی حالت عام مردوں سے ناقص ہوتی ہے اور اس کی جمع خناثی ہے۔

مذکورہ بالا لغوی معنیٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ خنثیٰ وہ ہوتا ہے جس کے مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے اعضاء مخصوصہ ہوتے ہیں اور وہ عام مردوں کی نسبت ڈھیلا اور لچکدار ہوتا ہے۔ یا پھر جسے اصل میں کچھ بھی اعضاء مخصوصہ نہ ہو اور صرف پیشاب کے لئے ایک سوراخ ہو۔

تحدید وروش تحقیق

موضوع پر تحقیق کا منہج

موضوع پر تحقیق کے منہج کو سامنے رکھتے ہوئے اس مقالہ میں دستاویزی اسلوب تحقیق کو استعمال کیا گیا ہے۔

بنیادی سوالات

تحقیق کے بنیادی سوالات

1۔ ہمارے معاشرے میں خنثی کی اہمیت کیوں نہیں ہے۔

اگر ہم اپنے معاشرے میں ارد گرد نظر دوڑائیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہم نے خنثی پر اپنی معاشرت کے تمام دروازے بند کر دیے ہیں خواہ تعلیم کا شعبہ ہو یا روزگار کا۔ معاملات تو بہت دور کی بات ہے حتی کے ان کی طرف دیکھنا بھی منحوسیت تصور کیا جاتا ہے۔ بے حسی کا یہ المیہ ہے کہ انکے سگے ماں باپ، خاندان والے معاشرے کے ڈر سے خود سے دور کر دیتے ہیں۔ شناخت کے بحران سے دوچار خنثی ہمارے محدود و مسرور کیے ہوئے آپشنز پر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جن کو Filter out کرنے کے بعد ماسوائے گداگری، جسم فروشی اور جرائم کی دلدل میں دھکیلنے کے سوا کچھ نہیں بچتا۔

2. ہمارے معاشرے میں خنثی کا مقام، انکا درجہ کیا ہے۔

ہم نے اپنے معاشرے میں تیسری جنس (خنثی) کو الگ مخلوق اور قوم تصور کر کے اپنے معاشرے میں ناکارہ فرد کے طور پر انکا تعارف کروایا ہے۔ انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر کے اپنے معاشرے سے کاٹ کر ایک الگ معاشرہ قائم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ انکا درجہ فقط ڈانسر، سیکس ورکر اور گداگری کے سوا کچھ نہیں ہے۔

3. کیا یہ واقعی تیسری جنس ہے یا گے ہے۔

موجودہ دور میں ہر چند کے علاوہ تیسری جنس (خنثی) بہت ہی کم پائے جاتے ہیں یا پھر اس سائنسی کرشمات کے دور میں ایک مکمل جنس اختیار کرتے ہیں۔ جبکہ مصنوعی مخنث اور گے کا رجحان بہت ہی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مجبوراً، شوقیہ اور معاشرتی اثرات کی وجہ ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

موضوع کے انتخاب کی وجہ

عصر حاضر میں ہم نظر دوڑائیں تو ہر طرف انسان کے بنیادی حقوق کے مطالبے کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ کہیں عورتوں کے حقوق، کہیں مردوں کے حقوق و فرائض تو کہیں انصاف کے مطالبے کے لیے احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن صد افسوس کہ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ ہم خنثی کے حقوق و فرائض تو بہت دور انہیں انسانیت کے زمرے میں بھی شامل نہیں کرتے۔ انہیں دوسری مخلوق سمجھ کر یا کاٹ کر پھینک دیتے ہیں یا بطور ڈانسر، سیکس ورکر یا گداگر سمجھتے ہیں۔ بحیثیت آدمیت بھی انہیں عزت و تکریم کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ محض انہیں فاشی اور جرموں کا مرتکب بناتے ہیں۔ راقمہ کے اس موضوع کے انتخاب کی بنیادی اور اہم وجہ یہی ہے کہ عصر حاضر میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خنثی کے شرعی احکام کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔ ان کے حقوق و فرائض کو باقی عام انسان مرد و عورت کے حقوق و فرائض کی طرح ترجیع دی جائے۔ تاکہ معاشرے میں انہیں بھی ان کا جائز مقام ملے اور خنثی بھی معاشرے کا کارآمد شہری بن سکیں۔

مقالے کے لکھنے کا ہدف

میرے لکھے گئے مقالے کو تحریر کرنے کا ہدف خنثی کے بحیثیت شہری بنیادی حقوق اور بحیثیت مکلف ان شرعی احکام کو عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق قرآن و سنت کی روشنی میں ان کو بیان کر کے ان حقوق کے لیے تجاویز کرنا اور ان کو معاشرے کا کامیاب فرد بنائیں تاکہ قانون الٰہی کی اطاعت کرتے ہوئے دین و دنیا میں فلاح و کامرانی پائیں۔

موضوع پر سابقہ تحریر کا جائزہ

موضوع پر سابقہ علمی تحقیقی کام کا جائزہ لینے پر یہ مقالے سامنے آئیں ہیں۔ "مخنث کی سماجی حیثیت اور فقہی احکام" عبد الغفار لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان۔ اس مقالے میں انہوں نے مخنث کی سماجی حیثیت اور ان کے فقہی احکام کو بیان کیا ہے اور مختصر خنثی کے شرعی احکام کو بھی بیان کیا ہے۔ "خنثی کا تعارف اور ان کے شرعی احکام اور ان کے حقوق کے لیے تجاویز" دوست محمد خان ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سینٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور۔ حافظ صالح الدین حقانی چیئر مین ،شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔ ضیاء الرحمن پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور۔

جبکہ انڈیکس میں "خنثی کے انسانی حقوق کا تصور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں" ثمینہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان کے نام سے ملا ہے۔ چونکہ انڈیکس میں صرف انکے مقالے کا نام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اصطلاحی اور شرعی تعریف

وفی الا صطلاح:من له التا الرجال والنسآء،اومن ليس له شىء منهما اصلا،وله ثقب ،يخرج منه البول۔[1] اصطلاح میں خنثی اس کو کہتے ہیں جس کے لیے مردوں اور عورتوں کی (دونوں قسم) کے اعضاء ہوتے ہیں۔ یا خنثی اس کو کہتے ہیں جس کے لیے دونوں اعضاء میں سے کوئی بھی اعضاء مخصوصہ نہ ہو۔ اور اس کے ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے پیشاب نکلتا ہے۔ صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں:هو من له فرج وذكر "يعنى الخنثى من له فرج فرج المرءة وذكر الرجل۔وظاهر عبارة المؤلف انه لا بدّ من الآ لتين قال البقالى اءلا يكون فرج ولا ذكر ويخرج بوله من ثقب فى المخرج او غيره۔[2] خنثی وہ ہے جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں۔ اس عبارت کی تشریح میں صاحب بحر الرائق علامہ ابن نجیم رح فرماتے ہیں۔ خنثی سے مراد وہ شخص ہے جس کا عورت کی فرج (شرم گاہ) اور مرد کی ذکر (آلہ تناسل) ہو۔ اور مولف (صاحب کنز الدقائق) کی عبارت کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ خنثی کے لیے دونوں آلے ضروری ہیں۔ علامہ علاوالدین الحصکفی رح اس کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

الخنثى هو دو فرج وذكر او من عرى عن الا ثنين جميعاو ان لم تظهر له علامة اصلا وتعارضت العلامات فمشكل المرجعۃ۔[3]

خنثیٰ وہ ہے جو صاحب ذکر اور فرج ہو یا وہ جو مرد اور عورت دونوں کی علامتوں سے خالی ہو۔ اور اگر اس میں مرد و عورت کی علامات میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔ یا علامات میں تعارض واقع ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے۔ یعنی اس میں سے ایک طرف ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

سائنسی اعتبار سے خلقی اوصاف سے ناکامل مرد اور ناکامل عورت، اس طرح کی معذوری کروموسومز کی طے شدہ تعداد میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مرد اور عورت کے اختلاط کے نتیجے میں سپرم اور ایگ ملتے ہیں تو تولیدی عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔ قدرت نے نر جبکہ مادہ کے ڈی۔ این۔ اے میں کے ڈی۔ این۔ اے میں کروموسومز رکھے ہیں۔ جبکہ مادہ کے کروموسومز کا ملاپ ہو تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر کروموسومز کا ملاپ ہو تو پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔ کروموسومز کے اس ملاپ میں کسی بھی طرح کی بے قاعدگی نومولود کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لا سکتی ہے جیسے اس ملاپ میں کرموسومز کی تعداد دو یا دو سے زیادہ ہو جائے جیسے یا تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ظاہری طور پر یا تو لڑکا یا لڑکی ہو گا مگر اس کا رجحان اور عادات مخالف جنس جیسا ہو گا۔ یعنی اگر جسمانی طور پر لڑکی ہے تو اسکی عادات لڑکوں جیسی ہوں گی۔ اسی مناسبت سے ان کو پیدائشی مخنث یا زنخا کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام علماء کی پیش کی گئ تعریفات تو اپنے مفہوم میں واضح ہیں لیکن راقمہ بتاتی ہیں کہ علامہ علاءہ الدین الحصکفی رح کی کی گئ اصطلاحی تعریف میرے موضوع کے مفہوم میں پوری اترتی ہے۔ اور زیادہ واضح ہے کیونکہ انہوں نے باقیوں کی بانسبت موضوع کی جامع اور مفصل تعریف کی ہے۔

تاریخی پس منظر

آج خواجہ سراؤں کے متعلق تاریخ کے جھرکوں پر نظر ڈالیں گے تو خواجہ سراؤں کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود ایک عام انسان کی۔ خنثیٰ آج کی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ ماضی میں بھی ایسے خنثیٰ عام انسانوں کے مابین پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ماضی میں یہ لوگ خواجہ سرا کے نام سے جانے جاتے تھے۔ یہ فارسی کا لفظ ہے اور فارسی میں خواجہ سراء ایسے افراد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی نگرانی پر مامور ہو۔ ماضی میں یہ روایت عام تھی کہ مغل بادشاہ اور دوسرے بادشاہ، راجہ، مہاراجہ، نواب اور امیر طبقے کے لوگ اپنے حرم سراؤں میں بیگمات اور کنیزوں کی لئے جو زنان خانے بنائے گ ئے تھے ان کے دربار کے ساتھ ربط و پیغام رسانی اور ان کک نگرانی کے لیے ایسے افراد کا چناؤ کرتے تھے جو پیدائشی نامرد ہوتے تھے یا خاص درباریوں کو یا دوسرے ملکوں سے لا کر انکو خصی کر دیا جاتا تھا۔ ان افراد کو پھر خواجہ سراء کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ انتہائی اعلیٰ معیار کے نشانہ باز، عمدہ شہ سوار اور ماہر تیر انداز ہوتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ گھروں میں رہنے کی وجہ سے ان پر نسوانی حرکات غالب آتی گئیں یہاں تک کہ انہوں نے مکمل نسوانی روپ دھارنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ محلات سے نکل کر محلوں میں پھیل گ ئے اور صرف گداگری اور ناچ گانے تک محدود ہو گئے۔ بعض روایتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں بھی بعض ایسے ناقص مردوں اور عورتوں کے وجود کا تذکرہ ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی خنثیٰ کا مردوں اور خواتین دونوں کے ہاں آنا جانا رہتا تھا۔ لیکن ایک خاص واقعہ کے بعد ان کا خواتین کے پاس آنا جانا منع کر دیا گیا۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ: ترجمہ: حضرت ام سلمہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میرے پاس اس وقت ایک مخنث بیٹھا تھا۔ وہ عبد اللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا۔ اے عبد اللہ اگر کل اللہ تعالیٰ

نے تم کو طائف فتح کرا دیا تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا (کیا موٹی گبڑی عورت ہے) سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل اور پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخنث تمہارے پاس نہ آئیں۔ ابن عینیہ اور ابن جر یجنے کہا اس مخنث کا نام ہیت تھا۔[4] زمانہ قدیم سے ہی حرم شریف اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفائی اور دیگر انتظامات بھی ان ہی کے حوالے ہے

جنس کے اعتبار سے انسان کی اقسام اور ان کے احکام

خلقتاً مکمل

1۔ خلقتاً مکمل مرد

خلقتا مکمل مرد اس مرد کو کہتے ہیں جس کے پاس کامل اعضاء مخصوصہ ہو۔ کوئی ظاہری یا باطنی نقص نہ ہو۔ اور وہ اعضاء مخصوصہ کے افعال کی انجام دہی سے ناقص نہ ہو۔

احکام: بحیثیت مکلف مرد پر سارے وہی احکامات نافذ ہونگے جو شریعت مطہرہ نے اس پر عائد کیے ہیں۔ عبادات ہو اعتقادات یا معاملات مرد مکلف پر سارے شرعی احکام نافذ ہونگے جن کے مطابق جزا و سزا کا حکم جاری ہو گا۔

2۔ خلقتاً مکمل عورت

خلقتا مکملعورت اس عورت کو کہتے ہیں جس کے پاس کامل زنانہ اعضاء مخصوصہ ہو۔ اور وہ اعضاء ظاہری و باطنی نقص سے پاک ہو۔ اور اعضاء مخصوصہ کے افعال کی انجام دہی سے قاصر نہ ہو۔

احکام: بحیثیت مکلف عورت پر بھی سارے وہی احکامات صادر ہونگے جو شریعت مطہرہ نے عورت پر عائد کیے ہیں۔ عبادات، اعتقادات اور معاملات سارے شرعی احکام نافذ ہونگے جن کے مطابق جزا اور سزا کا حکم جاری ہو گا۔

3۔ ناقص مرد

جنسی طور پر عاجز وہ شخص ہو گا جس کا عضو تناسل تو ہے لیکن کسی بیماری نفسیاتی یا عصبی یا کسی اور سبب کے باعث وہ جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ جس کے سبب نہ ہی استمتاع اور نہ ہی اولاد پیدا ہو گی۔

احکام

ناقص مرد پر بھی بحیثیت مرد مکلف سارے وہی احکامات نافذ ہونگے جو خلقتا مکمل مرد پر ہیں۔ شرعا نکاح کی بھی کوئی ممانعت نہیں البتہ اس حقیقت کو آشکار کرنے کے بعد فریقین کی باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن عقد کا بنیادی اور اھم مقصد افزائش نسل ہے۔ اگر فریقین باہم رضامند ہے تو شرعا اس کی کوئی بھی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

4۔ ناقص عورت

ناقص عورت وہ ہے جو جنسی لحاظ سے عاجز ہو۔ جس کے پاس ظاہری زنانہ اعضاء مخصوصہ تو ہو لیکن کسی بیماری کے تحت یا اندرونی غدود کے باعث اسے حیض نا آئے یا حمل نہ ٹھرے۔ شرعی طور پر اس پر معذور یا مریض کا حکم صادر ہو گا۔

احکام

ناقص عورت کے لئے بھی بحیثیت مکلف سارے وہی شرعی احکام نافذ ہونگے جو خلقتا ایک مکمل عورت کے لیے ہیں۔ عقد کے لیے ان پر بھی وہی شرائط عائد ہوتی ہے جو ناقص مرد پر ہوتی ہے کہ باہمی رضامندی سے اگر چاہیں تو شرعا کوئی ممانعت نہیں۔

خلقتاً نا مکمل

خلقتاً نا مکمل کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ خنثیٰ غیر مشکل 2۔ خنثیٰ مشکل

خنثیٰ غیر مشکل

وہ شخص جس کے لیے ذکر اور فرج دونوں ہوتے ہیں اور پھر ان علامات میں سے یا تو مردوں کی علامات جیسے (ذکر سے پیشاب کا پہلے نکلنا، احتلام واقع ہونا یا جماع پر قادر ہونا) میں سے کوئی علامات پائی جائے تو وہ مرد ہوتا ہے۔ اور اگر اس میں عورتوں کی علامات میں سے کوئی علامت مثلاً (فرج سے پیشاب کا پہلے نکلنا، پستان وغیرہ کا ظاہر ہونا) پائی جائے تو یہ عورت ہوتی ہے۔ اس کو خنثیٰ غیر مشکل کہتے ہیں۔

خنثیٰ غیر مشکل کو مزید دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

5۔ خنثیٰ غیر مشکل مرد

خنثیٰ غیر مشکل مرد وہ ہے جس میں مرد کی علامات واضح ہو اس کو عربی میں مخنث کہا جاتا ہے۔ مخنث وہ جو کلام کی نرمی، دیکھنے حرکات و سکنات میں عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔

مخنث کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

الف۔ وہ مخنث جو خلقتاً عورتوں کے مشابہ پیدا کیے گیے ہو۔ تکلفاً اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ نہ بنایا ہو۔ مخنث کے اس قسم پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔

ب۔ وہ مخنث جنہوں نے تکلفاً اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنایا ہو اور وہ عورتوں کی طرح حرکات و باتیں کرتے ہیں اور ان ہی پر حدیث مبارکہ میں لعنت آئی ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو اپنے آپ سے تکلفاً خنثیٰ بنائے، اسی طرح ان عورتوں پر جو اپنے آپ سے تکلفاً مرد بنائیں۔[5] یہ وہ مخنث ہوتے ہیں جو ناچتے ہیں اور معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ اس قسم کے مخنث کی وجہ سے تمام خنثیٰ کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

احکام: میراث میں ان کو عورت کے مقابلے میں مرد جیسا دگنا حصہ ملے گا۔ انکا نکاح صحیح ہوگا اپنے ہی خنثیٰ غیر مشکل عورت سے باقی سب شہادۃ، قضاء، اذان، اقامت، صف میں کھڑے ہونا، قذف، حج و احرام، غسل، تکفین و تدفین وغیرہ میں مرد مکلف کا حکم جاری ہوگا۔

6۔ خنثیٰ غیر مشکل عورت

یہ وہ ہوتے ہیں جن میں عورتوں کی علامات واضح ہوتی ہیں۔ لیکن جو عادات واطوار بول چال اور حرکات و سکنات میں مرد کے مشابہ ہو۔

احکام: خنثیٰ غیر مشکل عورت کو میراث میں مرد کے مقابلے میں نصف حصہ، نکاح صحیح خنثیٰ غیر مشکل مرد سے ہوگا جبکہ باقی تمام احکامات میں مکمل عورت کی حیثیت حاصل ہے۔

7۔ خنثیٰ مشکل

خنثیٰ مشکل وہ ہے جس میں مرد یا عورت کی علامات میں سے کوئی علامت نہ ہو یا ان علامات میں تعارض ہو تو خنثیٰ مشکل ہے۔ اسی وجوہات کی بناء پر خنثیٰ مشکل کے احکام خنثیٰ غیر مشکل، مرد اور عورت کے احکام سے جدا اور مختلف ہیں۔

خنثیٰ مشکل کے شرعی احکام

خنثیٰ مشکل کی نماز اور باجماعت نماز پڑھنے کے متعلق احکامات

خنثیٰ مشکل جب امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان میں کھڑا ہو گا۔ چونکہ آجکل مساجد میں عام طور پر مسلمان خواتین نہیں آتی لہذا خنثیٰ کے صف میں کھڑے ہونے کا مسلہ حل ہو جاتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان میں کھڑا ہونا اس احتمال کی وجہ سے کہ اگر یہ عورت ہو تو مردوں کی صف میں کھڑے ہونے کی وجہ سے مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس احتمال کی وجہ سے باقی دائیں بائیں اور پیچھے کھڑے لوگ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔ اسی لیے خنثیٰ سب سے اخیر میں کھڑے ہونگے۔[6]

بالغ خنثیٰ نماز اوڑھنی کے ساتھ پڑھیں۔

نماز میں بیٹھنے کے طریقے میں امام محمد رح نے مسبوط میں فرمایا ہے کہ خنثیٰ اوڑھنی کے ساتھ نماز پڑھے اس احتمال سے کہ وہ عورت ہو اور خنثیٰ اپنی نماز میں عورتوں کی طرح بیٹھے اس لیے اگر وہ مرد ہو تو اس نے ایک سنت کو چھوڑا ہے اور یہ ترک سنت فی الجملتہ جائز ہے۔ اور اگر عورت ہے تو ایک مکروہ کا ارتکاب کیا ہے۔ عورتوں پر جہاں تک ممکن ہو ستر واجب ہے۔ اگر بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے تو عورت ہونے کے احتمال کی وجہ سے نماز کا اعادہ کرے۔[7]

خنثیٰ مشکل کے اذان دینے کا حکم

فقہاء کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خنثیٰ مشکل کا اذان دینا صحیح نہیں ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ خنثیٰ کا مرد ہونا معلوم نہیں ہے۔ اور دوسری دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر یہ خنثیٰ عورت ہو تو یہ اذان عبادت کے زمرے سے نکل گئی اور صحیح نہ ہوئی۔[8]

خنثیٰ مشکل کی امامت کا حکم

خنثیٰ مشکل کے لیے امامت میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خنثیٰ کی امامت مرد کے لیے اور اپنے مثل خنثیٰ کے لیے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عورت کے احتمال کی وجہ سے اسکا مقتدی مرد ہو صحیح نہیں ہے۔ جبکہ خنثیٰ کا امامت عورتوں کے لیے بلا کراہت احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اور امام مالک رح کے نزدیک کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔ اور امامت کا آخری درجہ یہ ہے کہ وہ امام خنثیٰ عورت ہو۔ تولہذا خنثیٰ کی امامت عورتوں کے لیے صحیح ہے۔[9]

خنثیٰ مشکل کے لیے ریشم اور زیورات پہننے کا حکم

اور خنثیٰ ریشم اور زیورات کو اپنی زندگی میں نہیں پہنے گا اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ مرد ہے اس لیے کہ حضور اکرم صہ نے ریشم اور زیورات کے پہننے کو مباح کیا ہے۔ اس شرط پر کہ عورت ان کو پہنے گی چونکہ حضور اکرم صہ کا ارشاد ہے کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے ان کا پہننا جائز ہے اور یہ شرط خنثیٰ میں معلوم نہیں ہے، اور جب حرام اور مباح کے درمیان شک ہو تو اس میں حرام کے معنیٰ کو ترجیح دی جائے گی۔[10]

خنثیٰ مشکل کے لیے زیور پہننا مکروہ تحریمی ہے۔[11]

خنثیٰ مشکل کے حج اور احرام کی حالت میں شرعی احکامات

جمہور فقہاء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ دوران حج خنثیٰ کے چند احکام عورت کی طرح ہے جیسے حج کے واجب ہونے کی شرائط، سیے ہوئے کپڑوں کے پہننے، بیت اللہ کے قریب ہونے، طواف کے دوران رمل کرنے، اضطباع (داہنی بغل سے چادر کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے)، سعی کے دوران رمل، وقوف عرفہ اور مذدلفہ سے آنے میں اور بلکل اس طرح خنثیٰ بغیر محرم کے حج نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی مردوں یا عورتوں کی کسی ایسی جماعت کے ساتھ جن کے ساتھ محرم نہ ہو۔[12]

خنثیٰ مشکل کی شہادت اور اس کے فیصلے کی متعلق احکام

جمہور فقہاء اس بات کی طرف گ ئے ہیں کہ خنثی شہادت میں عورت کی ہے پس اس کی گواہی ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ حدود و قصاص کے علاوہ قبول کی جائے گی۔اور خنثی کو اپنی شہادت میں عورت تصور کیا جائے گا۔ مناسب یہ ہے کہ حدود قصاص میں عورت کے شبہ ہونے کی وجہ سے درست نہ ہو۔[13]

. خصی اور ولد زنا کی شہادت قبول کی جائے گی جب وہ عادل ہو۔اس طرح خنثی کی شہادت بھی قبول کی جائے گی۔اور عورت کی گواہی کی طرح معتبر ہو گی۔[14]

خنثی کے ووٹ کی شرعی حیثیت

حدود و قصاص کے علاوہ خنثی کی شہادت معتبر ہو گی۔اس سے خنثی کی ووٹ ڑالنے کی اہٗلیت بہی ثابتۃ ہٗوتی ہے اس وجہ سے کہ جب اس کو شہادت کا حق حاصل ہے تو ووٹ بہی ایک قسم کی گواہی ہے لہذا یہ حق بطریق اولی حاصل ہو گا۔

"ووٹ" پر شرعی اعتبار سے وہ احکام جاری ہوتے ہین جو شہادت پر جاری ہوتے ہین اور فقہ اسلامی کی رو سے آج کیے دور کا بہترین اجتہاد ہے۔[15]

15نومبر 2011 حکومت پاکستان نے خواجا سراوٗں کو عام انتخابات مین ووٹ ڈالنے کا حکم دیدیا_چیف جسٹس افتخار محمد چوہٗدري کي سربراہی مین دور کنی بینچ نے خواجا سراہٗوں سے متعاق انسانی حقوق کے وقدمے کی سماعت کی'عدالت عظمی نے خواجا سراہٗوں کو عام امتخابات مین ووٹ ڈالنے کا حق دیتے ہوئے بلا تاخیر شناختی کارڈ جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔[16]

خنثی مشکل کا کسی پر تہمت لگانا یا کسی کا خنثی پر تہمت لگانے کے احکام

اور خنثی پر اگر کوئی تہمت لگائے تو دونوں پر حد (لاگو) نہیں ہو گا۔یعنی خنثی پر اگر کوئی زنا کی تہمت لگائے تو قاذف (تہمت لگانے والے) پر حد نہین لگے گا۔اس ل ئے کہ خنثی مقطوع الذکر کے حکم میںہے اگر وہ خنثی مذکر ہو یا وہ رتقی عورت کے حکم میں ہے۔اگر وہ موٗنث ہو۔اور مجبوب و رتقی دونوں پر اگر کوئی تہمت لگانے والوں پر حد نہیں لگایا جاتا۔فتادی عالمگیری میں بھی اسی طرح کا مضمون آیا ہے۔[17]

خنثی مشکل کے ختنہ کا حکم اور طریقہ کار

خنثی کے ختنہ کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔پس حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ کم عمر خنثی جس کو (دیکھ کر) شہوت نہ آتی ہو جائز ہے کہ اس کا مرد ختنہ کرے یا عورت۔اور حنابلہ نے کہا ہے کہ خنثی کے دونوں آلوں (ذکر و فرج) کا احتیاطا ختنہ کیا جائے گا۔[18]

۔اگر خنثی قریب البلوغ ہے تو خریدی جائے اس کے لیے باندی اس کے مال سے جو اس کی ختنہ کرے گی اگر اس کے پاس مال ہو ۔نہ ہو تو خریدے اس کے لیے امام باندی بیت المال سے جب وہ ختنہ کر چکے تو اس کو بیچ دے اور واپس کر دے باندی کی قیمت بیت المال کی طرف۔[19]

خنثی مشکل کے نکاح کا حکم

خنثی مشکل کے نکاح کے بارے میں احناف کی یہ رائے ہے کہ اگر خنثی کے باپ نے اس کی شادی کسی مرد سے کرائی، پھر وہ مرد اس کے ساتھ جماع پر قادر ہو گیا تو پھر یہ نکاح درست ہے، اور اگر خنثی کا نکاح کسي عورت سے کرایا گیا، پھر وہ خنثی اس عورت کے ساتھ جماع صحیح کرنے میں کامیاب ہو گیا تو یہ نکاح بھی جائز ہے۔دوسری صورتمیں اسے نامرد کی طرح مہلت دیا جائے گا۔

. مالکیہ، شوافع، حنابلہ کا خنثی مشکل کے نکاح کے بارے میں اختلاف ہے۔جبکہ امام خرقی کا کہنا ہے کہ اس باب میں خنثی کا قول معتبر ہو گا کہ اگر وہ کہے کہ میں مرد ہوں اور میرا طبعی میلان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے تو اس کے اس قول کا اعتبار کر

کے عورتوں سے اسکا نکاح کیا جائے۔ اور اگر اس نے کہا کہ میں عورت ہوں اور میرا طبعی میلان مردوں سے نکاح کرنے میں ہے تو اس کا نکاح مردوں سے کرایا جائے۔[20]

خنثی مشکل کے نکاح کے لیے بلوغ سے پہلے اور بلوغ کے بعد کی صورت

بلوغ سے پہلے نکاح کی صورت

1۔ بلوغ سے پہلے خنثی کا مرد یا عورت سے نکاح کیا جائے۔ البتہ یہ نکاح موقوف رہے گا نہ نافذ ہو گا نہ باطل خنثی کے بالغ ہونے کی علامات ظاہر ہونے تک۔

2۔ خنثی کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا نکاح ایسے ہی دوسرے خنثی سے کر لیا جائے۔ البتہ یہ نکاح موقوف رہے گا بلوغ کے زمانے تک۔ اگر دونوں میں مردوں یا دونوں میں عورتوں کی علامات ظاہر ہوئیں تو یہ نکاح باطل ہو گا۔ اور اگر ایک میں عورت اور ایک میں مرد کی علامت ظاہر ہوئیں تو نکاح صحیح ہو گا۔

بلوغ کے بعد نکاح کی صورت

۔ خنثی مشکل ویسے تمام احکامات میں عورت کی طرح ہے البتہ چند مسائل میں الگ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ خنثی مرد کے ساتھ شادی نہیں کرے گا۔ لہذا خنثی مشکل کے لیے بلوغ کے بعد نکاح جائز نہیں ہے۔[21]

خنثی مشکل کے لیے میراث کا حکم

احناف کے نزدیک خنثی کو میراث میں مرد و عورت میں جس کا کم حصہ ہے۔ وہ حصہ دیا جائے گا۔ اور اسی قول پر فتوی ہے۔ مثال کے طور پر اگر خنثی کا باپ مر گیا اور اس نے اس خنثی کے ساتھ ایک بیٹا چھوڑا تو خنثی کو ایک حصہ جبکہ بیٹے کو دو حصے دیے جائیں گے۔[22]

خنثی مشکل کے لیے قصاص کا حکم

خنثی کو قتل کرنے کے بدلے میں قاتل مرد و عورت کو قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر خنثی نے کسی کو قتل کیا تو خنثی کو قصاص مرد و عورت کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ اس لیے کہ خنثی دو حالوں میں سے ایک حال سے خالی نہیں ہو گا یا تو مرد ہو گا یا تو عورت ہو گی۔[23]

خنثی کے لیے غسل کا شرعی حکم

خنثی مر جائے تو اس امر کے واضح ہونے سے پہلے نہ تو اسے مرد غسل دے سکتا ہے نہ عورت۔ غسل کا جائز ہونا مرد و عورت کے درمیان ثابت نہیں ہے۔ حرمت کی احتمال کی وجہسے غسل کے معذور ہونے کی وجہ سے خنثی کو مٹی سے تیمم کرایا جائے گا۔[24]

. دوسری اور بہتر صورت میں اسے اپنے ہی جیسے خنثی غسل کرا سکتے ہیں۔

خنثی کے لیے تکفین کا شرعی حکم

۔ صاحب ہدایہ کے نزدیک خنثی کو عورت کی طرح کفن دیا جائے۔ اس لیے کہ اگر وہ عورت ہو تو سنت کو ادا کیا جائے گا۔ اور اگر مرد انہوں نے تین کپڑوں پر اضافہ کر دیا اور اس میں کوئی حرج نہیں۔[25]

خنثی کے لیے تدفین کا حکم

خنثی کی تدفین کے وقت اسے عورت کے احتمال کی وجہ سے ڈھانپا جائے کہ عورت کو ڈھانپنا واجب ہے اور مرد کے ڈھانپنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس کو صرف اس کا ذی محرم دفن کرے گا۔ کیونکہ عورت کے احتمال کی وجہ سے عورت کا قبر میں داخل ہونا اصلا مکروہ ہے۔[26]

ذھنا غیر مطمئن جنس یا ہم جنس پرست۔

8۔ ہم جنس پرست مرد۔ Gay

ذھنا غیر مطمئن مرد اس مرد کو کہتے ہیں جو فطرت جسمانی طور پر مکمل مرد ہو لیکن دوسرے مردوں کی طرف رومانوی، جذباتی یا جنسی کشش محسوس کرتا ہو۔

9۔ ہم جنس پرست عورت۔ Lesbian

ہم جنس پرست عورت اس عورت کو کہتے ہیں جو فطرت جسمانی طور پر مکمل عورت ہو لیکن اپنی جنس کی دوسری عورتوں کی طرف رومانوی، جذباتی یا جنسی کشش محسوس کرتی ہو۔

10۔ دوجنسیت پرست۔Bisexual

دوجنسیت پرست وہ مرد یا عورت جو دونوں جنس کے لوگوں یعنی مردوں و عورتوں دونوں میں جنسی اور رومانوی کشش محسوس کرتے ہیں۔

ہم جنس پرستی کے رجحان کی وجوہات

چونکہ یہ غیر فطری جنسی سرگرمی ہے۔

یہ جینیاتی، ہارمونی اور ماحولیاتی اثرات کا پیچیدہ تعامل ہے۔

اس میں جینیاتی عوامل اور معاشرتی عوامل کی شمولیت ہے۔

ہم جنس پرستی کو ہر مذہب میں ناپسندیدگی سے دیکھا جاتا ہے جب کہ دین اسلام میں خصوصا اسے قوم لوط علیہ اسلام کے لطواطت (ہم جنس پرست) سے مشابہ کرتے ہوئے اس فعل کو حرام اور اس کے مرتکب کو گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور لوط علیہ السلام کو یاد کرو، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ "تم بے حیائی کے کاموں کیوں کرتے ہو، کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر لذّت حاصل کرنے کے لیے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم احمق لوگ ہو۔[27]

احکام: ہم جنس پرست مرد کے لیے شریعت مطہرہ نے بحیثیت مرد مکلف سارے وہی احکامات نافذ کیے ہیں جو ایک خلقتا مکمل مرد پر عائد کیے ہیں۔ اسی طرح عورت پر بھی سارے وہی احکامات نافذ ہونگے جو بحیثیت عورت مکلف خلقتا مکمل عورت پر ہیں۔

مبدل جنس:

11۔ ہیجڑا۔Lady boy

جنسی لحاظ سے ہیجڑا اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس ناف کے نیچے خلقتا مکمل مردانہ اعضاء ہو لیکن ناف سے اوپر عورتوں کی طرح پستان ظاہر ہو۔ ہارمونس کی کمی کی وجہ سے شرعا اسے مریض سمجھا جائے گا۔

12. ہیجڑی۔ Clit

جنسی لحاظ سے ہیجڑی اسے کہتے ہیں جس کے پاس ناف سے اوپر عورت کی طرح پستان ہو۔ اور ناف کے نیچے بھی زنانہ اعضاء مخصوصہ ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ مخصوصہ اعضاء زنانہ کے اوپری سطح پر ایک زیادہ عضو ہو جو کہ مردانہ آلہ تناسل سے مشابہ ہو۔ یہ بھی ہارمونس کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسے بھی شرعا مریض سمجھا جائے گا۔

13. ٹرانس_ ویمن Trans-woman

ٹرانس ویمن اس خاتون کو کہتے ہیں جو پہلے مرد تھی لیکن بعد میں سرجری اور تھیراپی وغیرہ سے اپنی پیدائشی جنس کو تبدیل کروا لیتے ہیں۔ ہارمونل اور بی ہیویئرل تبدیلیوں کے لیے تھیراپیز وغیرہ ہوتی ہے۔

14. ٹرانس_مین Trans_Man

ٹرانس مین اس مرد کو کہتے ہیں جو پہلے عورت تھی لیکن بعد میں ہارمونل اور بی ہیویئرل تبدیلیوں کے لیے سرجری اور تھیراپی وغیرہ سے اپنی پیدائشی جنس کو تبدیل کروا لیتے ہیں۔

تبدیلی جنس کے بعد شرعی احکام

کامیاب آپریشن کے ذریعے جنس کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں اصولی بات یہ ہے کہ ایک مکمل مرد یا ایک مکمل عورت کا اپنی جنس تبدیل کروالینا اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی پائے جانے کی وجہ سے حرام اور شدید گناہ ہے۔ اگر کسی مرد کے اندر کچھ زنانہ جسمانی علامات ہو ان کو ختم کر کے مکمل مرد بنا دیا جائے، یا کسی عورت کے اندر کچھ مردانہ جسمانی علامات ہو اور اس کو آپریشن کر کے مکمل عورت بنا دیا جائے، یا اس میں دونوں طرح کی علامتیں برابر ہو جس کو خنثی مشکل کہتے ہیں اور آپریشن کے ذریعے مکمل طور پر ایک جنس بنا دیا جائے، یا اس میں ایک جنس غالب ہو جائے کیونکہ یہ صورتیں علاج کی ہیں۔ اس لیے یہ صورتیں درست ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اصل خلقت کے اعتبار سے مرد ہونا چاہیے یا عورت، اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مریض ہے اور بیماری کا علاج کرنا بعض حالات میں واجب، بعض میں مستحب یا کم از کو جائز ہے۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ کوئی عمل معصیت کا سبب ہو لیکن جب وہ عمل وجود میں آئے تو اس عمل سے متعلق شرعی احکام اس پر مرتب ہوتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جب کسی شئے کی حقیقت بدل جائے تو اس پر سابقہ حقیقت کے احکام جاری نہیں ہوتے بلکہ موجودہ حقیقت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ البتہ اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ تبدیلی جنس کی وجہ سے ایک انسان میں مکمل طور پر دوسری جنس کی خصوصیات آجاتی ہیں یا نہیں۔ اگر واقعی تبدیلی آجاتی ہے تو اس پر تبدیل شدہ جنس کے احکام جاری ہونگے۔ اگر مکمل مرد بن جائے تو تمام احکام مرد کے جاری ہونگے اگر مکمل عورت بن جائے تو تمام امور میں عورت کے احکام جاری ہونگے۔ اور اگر مردانہ وزنانہ دونوں علامتیں ہوں تو اس پر خنثی کے احکام جاری ہونگے۔ جبکہ میراث میں مورث کے انتقال کے وقت کی کیفیت کا اعتبار ہو گا۔[28]

15. خواجہ سرا

ایک ایسا مرد جسے جراحت یا کیمیائی عمل کے تحت خصی (Castration) کر دیا ہو۔ قدیم دور میں جنگی قیدیوں اور غلاموں کو خصی کر کے حرم میں بطور خواجہ سرا خدمت گار رکھا جاتا تھا۔

16. نربان

نربان دو الفاظ کا مجموعہ ہے نر اور قربان یعنی کہ وہ مرد جو اپنا نرپن قربان کر دے، نربان کہلاتا ہے۔ نربان سے مراد ایسا لڑکا یا مرد ہے جو اپنے جبلی رجحان سے مجبور ہو کر تبدیلی جنس کے تو عمل سے نہیں گزرتا مگر اپنے اعضاء مخصوصہ کٹوا دیتا ہے اور خواجہ سرا کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

احکام: مندرجہ بالا خواجہ سرا اور نربان کے لیے سارے وہی شرعی احکام نافذ ہونگے جو شریعت مطہرہ نے مرد مکلف پر صادر کیے ہیں۔ صرف عقد (نکاح) سے محروم رہیں گے۔

خلاصہ کلام

یوں تو خنثی کے بارے میں قرآن میں ظاہری طور پر احکام نہیں ملتے اور نہ ہی انکا صریح ذکر وارد ہے بالکل اسی طرح جیسے قرآن میں ہاتھ سے معذور اور آنکھ سے نابینا وغیرہ کے احکام نہیں ملتے لیکن حدیث مبارکہ میں نمایاں آتا ہے۔ جیسے:"کسی نے نبی کریم صہ سے اس بارے میں سوال کیا کہ خنثی کو میراث کیسے دی جائے تو آپ نے فرمایا کہ جہاں سے پیشاب کرے اور حضرت علی سے اسی کے مثل قول ہے۔ جبکہ قرون وسطی میں اسلامی فقہ کی تدوین کے عہد میں ان کے بارے میں فقہاے کرام نے بہت تفصیل کے ساتھ اجتہاد و قیاس کے ذریعے قانون سازی کی ہے۔ اور ان کے مقام و فرائض و حقوق کا شرح و بسط کے ساتھ تعین کیا ہے۔۔ عموما معاشرے میں مصنوعی خنثی، خواجہ سرا، مخنث پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ شریعت کے اعتبار سے ناجائز اور شیطانی وساوس کا حامل ہے۔ مصنوعی مخنث، خواجہ سرا معاشرے میں فحاشی و بے حیائی پھیلانے اور تمام خواجہ سرا کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں۔ عمومی طور پر اس تیسری جنس کو ایک ہی قسم کہا جاتا ہے لیکن جنس کے اعتبار سے ان میں بھی اور بھی بہت ساری اقسام نکلتی ہیں۔ تحریر کیے گ ئے مقالے کی روشنی میں جنسی اعتبار سے انسان کو 16 اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بالغ مخنث کو گھروں کے اندر آنے جانے سے باز رکھنا چاہیے۔ ان کے خلقی نقص کی بناء پر ان کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ ان سے دین اور دنیا کا کوئی بھی جائز کام نہیں لیا جاتا جس سے ان میں احساس کمتری کے ساتھ ساتھ ناجائز و حرام کام کرنے کی طرف رغبت بڑھتی ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ معاشرے میں فقط ڈانسر، سیکس ورکر اور گداگر بن کر رہ جاتے ہیں۔

تجاویز

۔ ان کا پہلا اور بنیادی حق یہ ہے کہ انہیں عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو تکریم پر پیدا کیا ہے۔[29]

دوسری بنیادی تجویز انہیں دینی و دنیاوی دونوں قسم کے علوم سے مستفید کرنا چاہیے۔ عوام الناس کے بیچ میں ہی داخلے دلوانے چاہیے تاکہ وہ خاص مخلوق نہ بن کر رہ جائیں۔

نوع خنثی پر بچپن سے ہی خاص توجہ سے تربیت دی جائے اور ایک مخصوص صلاحیت کے علاوہ ان سے باقی سارے امور میں اسی طرح کام لیا جائے جو ایک عام مرد و عورت سے لیا جاتا ہے۔

ان پر روزگار کے دروازے بند نہیں کرنے چاہیے۔ ہر مید ان میں اوپن میرٹ پر حق دیا جائے۔

انہیں اپنی فطری و فنی صلاحیتیں ظاہر کرنے کے موقع فراہم کرنے چاہیے تاکہ وہ بھی باوقار اور باعزت زندگی گزارنے کے قابل ہو۔ ان کو معاشرے کا مفید افراد بنانے کے لیے خصوصی تربیتی اور نفسیاتی ورکشاپ منظم کرائیں جائیں تاکہ وہ گناہ و حرام کی طرف مائل نہ ہو۔ اور دیگر انسانی سہولتوں میں ان کا خاص خیال رکھا جائے۔

اگر ان کے جسمانی عذر کو ختم نہیں کر سکتے تو البتہ ان کے احساس محرومی کو ضرور کم کرنا چاہیے۔

معاشرے میں ان کے فحاشی و بے حیائی کے کاموں پر باقاعدہ قانون سازی سے روک تھام کرنی چاہیے۔

ریاست کا قانون سب کے برابر ہونا چاہیے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے ان کے لیے نافذ کیے گ ئے قانون پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہیے۔

References

[1] Zain ul-Ābidīn Ibn-e-Nujaim, Al-Baḥr al-Rāiq Sharaḥ Kanaz al-Daqāieq (Queta: Maktba Rashīdiya), 8: 472.

[2] Ibn-e-ʻĀbidīn al-Shāmī, Rad al-Muḥtār Alā al-Durar al-Mukhtār(Beirūt: Dār Aḥyā al-Turāth al-ʻArbī), 5: 464.
[3] Ibn-e-Nujaim, Al-Baḥr al-Rāiq Sharaḥ Kanaz al-Daqāieq, 8: 472.
[4] Alāo al-Dīn al-Ḥaṣkafī, Al-Durar al-Mukhtār ʻAl Hāmish Rad al-Mukhtār (Beirut: Dār Aḥyā al-Turāth al-ʻArbī), 5: 464.
[5] Al-Bukhārī, Al-Jām'e al-Ṣaḥīḥ, 2: 619.
[6]Muhammad Ibn Ṣālḥ al-ʻAthīmīn, Al-Sharah al-Mumta'e, 12: 211.
[7] Ibn Ṣālḥ al-ʻAthīmīn, Al-Sharah al-Mumta'e,12: 211.
[8] al-Shāmī, Rad al-Muḥtār Alā al-Durar al-Mukhtār, 3: 183, 184.
[9] Al-Bukhārī, Al-Jām'e al-Ṣaḥīḥ, 2: 874.
[10] al-Shāmī, Rad al-Muḥtār Alā al-Durar al-Mukhtār, 5: 465.
[11] al-Shāmī, Rad al-Muḥtār Alā al-Durar al-Mukhtār, 5: 465.
[12] Al-Hadāya Akhīrīn, 4: 702.
[13] Ashraf al-Hadāya, 16: 281.
[14] Ashraf al-Hadāya, 16: 279.
[15] Al-Mosū'ah al-Faqhīyah (Wzārat al-Aoqāf Wa Sh'ūn al-Islāmiyah, 20: 25.
[16] Ibn-e-Nujaim, Al-Ishbāh wa Nẓāir Ma Sharḥe ʻAūn al-Baṣāir (Karachi: Idārah al-Quran wa al-Ūlūm), 2: 167.
[17] Allāma Hamām, Fatāwā Hindiya (Karachi: Dār al-Ishā'at), 2: 167.
[18] Ibn-e-Nujaim, Al-Ishbāh wa Nẓāir Ma Sharḥe ʻAūn al-Baṣāir, 2: 167.
[19] Fath al-Qadīr, 9: 442.
[20] Dr. Wahba Zuhailī, Al-Fiqah al-Islāmī wa Idalat(Beirūt: Dār al-Fikar), 2: 567.
[21] Muftī Taqī Uthmānī, Islam aur Siyāsat Ḥādhira (Karachi: Maktba Dār al-Ulūm), 8.
[22] www.pakmediaupdates.com
[23] Ibn-e-Nujaim, Al-Ishbāh wa Nẓāir Ma Sharḥe ʻAūn al-Baṣāir, 2: 127.
[24] Fatāwā Hindiya, 2: 419, 420.
[25] Fatah al-Qadīr, 9: 440, 441.
[26] Imām Qudūrī, Mukhtṣar al-Qūdūrī, 2: 368.
[27] Al-Mosū'a al-Fiqhiya, 20: 28.
[28] Imām Kharqī, Al-Mughnaī, 7: 319.
[29] Ibn-e-Nujaim, Al-Ishbāh wa Nẓāir Ma Sharḥe ʻAūn al-Baṣāir, 2: 166.